

گاؤں ہی میں رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ فارغ اوقات میں دینی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔
وفات ابھی آپ نے عالم شیخوخت میں قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ عین عالم شباب میں یکب اجل آپہنچا۔ اور مختصر
 علالت کے بعد (اگرچہ آپ ابتداء ہی سے مریض الطبع تھے) مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو عید الفطر کی صبح آپ کی روح ارواح
 قدسین سے جا ملی۔

آپ کی اس ناگہانی موت پر آنکھ اشک بار تھی۔ کیونکہ یہ موت ایک ثقہ عالم دین۔ ایک جواں سال ادیب وقت
 کی موت تھی۔ اور وہ بھی عید الفطر کے دن۔ اس الم ناک موت نے عید کی خوشی کو غموں کے بکراں سمندریں ڈبو دیا۔ نماز
 جنازہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قادیس سرہ نے پڑھائی۔ بچوں بوڑھوں اور عوام و خواص کی کثیر تعداد نے اس مرد
 درویش کے جنازہ و تدفین میں شرکت کی۔ اور یوں ایک انجمن ایک مکتب علم اور دبستان ادب شہر خوشاں کے مکینوں
 میں شامل ہو گئے۔

سیرت و کردار کی جھلکیاں جسمانی لحاظ سے آپ کمزور اور نحیف و نڈر تھے۔ لیکن درحقیقت آپ مروت و خودداری
 ذہانت و فطانت فہم و فکر۔ علم و عمل بحق گوئی و بے باکی۔ شرفیت و حق شناسی کے پیکر اور اس کے ساتھ ساتھ اخلاق
 و بلند حوصلگی تہذیب و شناسنگی اور وسعت قلب و نظر جیسی صفات کے بہترین شاہکار تھے۔ کسی بھی موقع پر
 حق گوئی اور خودداری کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ بڑے بڑے نوابوں اور خان زادوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔
 مدائمت و چالوسی سے کوسوں دور وہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کا رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندر روں کا طریق
 اور کبھی بھی سوچتا ہوں تو علامہ مرحوم کے ان اشعار کے پس منظر میں آپ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔
 جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی کھلتے ہیں فیروں پر یہ امرا بہشت شاہی
 دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ ہو جس کی نفی سیری میں ہوئے اسد اللہی
 آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی
 اے طاہر لاہوتی اس رزق سے متواجمی جس رزق سے آتی ہو پروا نہ میں کوتاہی

آپ کی ذہانت کے بارے میں میرے والد صاحب مرحوم (مولانا عبدالحلیم صاحب) نے فرمایا تھا کہ کافی مدت سے آپ سکول
 سے وابستہ تھے تو بطور امتحان میں نے ایک منطقی مغلق مسئلہ چھیڑ دیا۔ کہ آیا اس نے جو کچھ پڑھا اور پڑایا ہے اسے بھول گیا ہے
 یا حافظہ میں محفوظ ہے۔ جب میں نے ان کے سامنے وہ مشکل مقام اور مغلق مسئلہ چھیڑ دیا تو انہوں نے اس پر ایسی عمیق بحث کی
 کہ میں حیران رہ گیا۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ شہادت کتنی وزنی اور کتنا وثیق ہے۔

الغرض وہ ان تمام صفات حمیدہ سے منصف تھے جو کسی اہم علمی شخصیت کے لئے ضروری ہوتی ہیں (جاری ہے)

ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی
شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف میڈیو گوری، نائیجیریا

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ

ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر ابن محمد التمیمی المازری، پانچویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم اور محدث کبیر ہیں۔ سسلی کے مشہور شہر مازرہ سے نسبت کی بنا پر "المازری" کہلاتے ہیں۔ آپ کی ہارت علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم اسلامیہ کے ہر فن میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو "امام" کا لقب دیا گیا۔

ابتدائی زندگی | آپ کی ولادت کے بارے میں صحیح معلومات دستیاب نہیں کہ سسلی میں پیدا ہوئے یا افریقہ کے کسی اور علاقے میں۔ مکتب تاریخ اس بارے میں خاموش ہیں۔ مورخین، مؤلفین، تراجم اور اصحاب طبقات نے اس بارے میں بہت کم مواد فراہم کیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ آپ تیونس کے ساحلی شہر ول المہدیہ، قیروان وغیرہ کسی ایک مقام پر ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد بنو رگوار محمد بن علی سسلی میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی بنا پر وہاں سے ہجرت کر چکے تھے اس زمانے میں سسلی سے ہجرت کا عام رجحان تھا۔ اور بے شمار مسلمان وہاں سے قریبی افریقی ممالک میں کوچ کر گئے تھے۔

جو بات ساحل علاقوں میں امام المازری کی ولادت کے ثبوت کے لئے مؤید ثابت ہوتی ہے، وہ آپ کا انہی علاقوں میں صغر سنی میں حصول تعلیم ہے۔ شیخ عبد الوہاب یا شاہ آپ کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

(۱) مازرہ یا مازرہ تیونس کے شمال میں جزیرہ سسلی کے جنوبی ساحل پر واقع ایک شہر کا نام ہے۔ یہ پہلا شہر ہے جسے غلبی الفاتح کی فوج نے اپنے قائد اسد بن الغرات کے ہاتھ پر بیع الاول ۴۱۲ھ میں فتح کیا۔ یہ شہر جزیرہ میں اسلام کا آخری قلعہ تھا ۵۴۴ھ میں اس کے سقوط کے ساتھ جزیرہ میں اسلامی قیادت کا خاتمہ ہوا۔ کچھ مسلمان وہاں سے ہجرت کر گئے لیکن باقی ساتویں صدی ہجری کے اوائل تک وہیں رہے (بحوالہ مجلہ لواء الاسلام قاہرہ ۸ جنوری ۱۹۴۹ء)

وف نظرنا ان المازری نشاء با غریقیة ، وبها قوا وترعرع ، وتلقى الدراسة العليا
عن سندی المغرب فی وقتها بلا مدافع ، أعنی ابا الحسن اللخمی ، وعبد الحمید الصالح
وغیرهما من جلة العلماء الاعلام

ہماری نظر میں امام المازری کی ولادت افریقہ میں ہوئی۔ وہیں پر آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور وہیں
جوان ہوئے۔ اور اعلیٰ مغرب کے دو مشہور اور یگانہ روزگار علماء ابو الحسن اللخمی اور عبد الحمید الصالح سے حاصل کی
ان دو کے علاوہ دوسرے جید علماء کرام سے بھی استفادہ علمی کیا۔ بعد ازاں آپ نے المہدیہ میں سکونت اختیار
کی۔ اور یہ اس وقت قیروان کا دار الخلافہ تھا۔ المہدیہ میں آپ نے جامع عبد اللہ المہدی میں درس و تدریس کا سلسلہ
شروع کیا اور آخر دم تک علم و عرفان کے فروغ میں مشغول رہے۔ آپ علوم متداولہ کے ہر صنف میں کمال رکھتے تھے
یہی وجہ تھی کہ مشرق و مغرب میں آپ کی شہرت پھیل گئی۔ اور ہر جہاں جانب سے علم دین کے پیاسے آپ کی طرف
سبیلاب کی طرح اُٹھ آئے۔ آپ کے حلقہ درس سے سینکڑوں علماء، مجتہدین اور مشاہیر عالم فیض یاب ہو کر نکلے
جنہوں نے عالم اسلام میں بالعموم اور افریقہ و مغرب میں بالخصوص علوم اسلامیہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔
آپ کے اساتذہ | امام المازری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تو بہت سے علماء سے علمی استفادہ کیا۔ لیکن ہم یہاں ان دو
علماء کا تذکرہ کریں گے جن کی نظر خاص سے آپ علم کے اعلیٰ مدارج پر پہنچے۔ ان میں سے ایک ابو الحسن اللخمی ہیں اور دوسرے
عبد الحمید الصالح ہیں۔

۱۔ ابو الحسن اللخمی۔ ابو الحسن علی بن محمد الربعی جو اللخمی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے زمانے میں قیروان کے فقہاء
کے رئیس تصور کئے جاتے تھے۔ آپ السیدی ابن محرز اور ابو اسحاق تیونس کے تلامذہ ہیں سے ہیں۔ آپ نے مالکی مسلک
کی مشہور کتاب "المدونہ" پر تعلیق لکھی ہے۔ جو تبصرہ کے نام سے آج بھی مشہور و معروف ہے۔ آپ ۴۷۸ھ میں
وفات پا گئے۔ اور صفاقس میں دفن ہوئے۔

۲۔ عبد الحمید الصالح۔ ابو محمد عبد الحمید بن محمد جو ابن الصالح کے نام سے مشہور ہوئے۔ کبار ائمہ و علماء قیروان میں سے
ہیں۔ پہلے مہدیہ دار الافتاء کے صدر تھے۔ لیکن بعد میں افتاء چھوڑ کر شہر سوس چلے گئے۔ اور وفات تک وہیں علمی
خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات ۴۸۶ھ میں ہوئی۔ دریا کے کنارے آج بھی آپ کا مزار موجود ہے۔
آپ کے تلامذہ | کسی مورخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ ان افریقی رجال کا احاطہ کر سکے جنہوں نے امام
المازری سے علمی استفادہ کیا۔ تاہم کتب تاریخ و رجال میں جن کا ذکر موجود ہے ان میں سے چند ایک کا مختصر
تعارف کیا جاتا ہے۔

۱۔ ابن الحداد المہدوی۔ ابو یحییٰ زکریا بن الحداد المہدوی جو امام المازریؒ کے بعد المہدیہ کے قاضی اور عالم رہے مشہور مؤلف ہیں ۵۶۰ھ میں وفات پائی۔

۲۔ عبد السلام البرجینی۔ ابو محمد عبد السلام البرجینی، ساعی علاقے پر واقع ایک دیہات البرجین کی طرف نسبت کی بنا پر البرجینی کہلاتے تھے۔ افریقہ کی پہلی دولت موحدیہ کے عہد افتار پر فائز تھے ۵۳۰ھ کے قریب انہوں نے وفات پائی۔

۳۔ محمد بن توموت۔ مغرب کے مشہور وادین میں سے علم و سیاست کے درخشندہ ستارے وکیل المغرب محمد بن عبد اللہ بن توموت جو دوحید کے سکس تھے۔ ۷۸۵ھ میں مغرب اقصیٰ میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر طلب علم میں مشرق کی طرف رخ کیا۔ المہدیہ پہنچے۔ اور وہاں امام کبیر المازریؒ سے علمی استفادہ کیا۔ پھر مصر، شام اور عراق کی طرف چل دئے۔ اور بغداد میں امام غزالی کے حلقہ درس میں شریک رہے۔ بعد ازاں حج ادا کرتے ہوئے مغرب واپس آئے۔ ۵۱۵ھ میں بدعات و منکرات کو ترک کرنے اور شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت لے کر اٹھے۔ آپ کے لئے راستے کھلتے گئے جتنی کہ آپ نے مغرب میں بڑی مضبوط حکومت قائم کی۔ جس کو تاریخ ”دولت موحدیہ“ کے نام سے جانتی ہے۔ ۵۲۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے علم و تقویٰ کے لحاظ سے ممتاز رکھتے تھے۔

۴۔ ابن العربی الاشجیلی۔ امام متبحر ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد جو ابن العربی الاشجیلی کے نام سے مشہور ہوئے اندلس کے علما کبار میں سے ہیں۔ ۷۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷۸۵ھ میں اپنے والد کے ساتھ طلب علم میں مشرق کی طرف چل دئے۔ المہدیہ میں امام المازریؒ سے ملاقات ہوئی اور امام موصوف سے بہت کچھ اخذ کیا۔ اپنے سفر نامے میں ان کی خوب ثنا خوانی کی ہے۔ بعد ازاں مختلف بلاد مشرق کے چکر کاٹے۔ اسی سفر کے دوران امام غزالی سے ملاقات ہوئی اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ پھر اندلس واپس ہوئے اور آخر دم تک درس و تدریس اور تالیف کتب میں مصروف رہے ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔

۵۔ علی بن صاعد۔ قرار اندلس کے امام تصور کئے جاتے ہیں حج ادا کرنے کے بعد المہدیہ چلے گئے۔ اور امام مازری سے اخذ کیا۔ امام موصوف نے اپنی تالیفات و ردایات کی اجازت دے دی۔ پھر اپنے ملک واپس ہو کر شلب کے قضا پر فائز ہوئے ۵۴۴ھ میں وفات پائی۔

ان کے علاوہ جید علماء اسلام کا ایک بڑا گروہ جو آپ کا ہم عصر تھا بذریعہ مراسلت آپ سے اخذ و استفادہ کیا کرتا تھا اور آپ سے اجازہ طلب کرتا تھا۔ ان علماء میں صغیر العصر فلیسوف اسلام علامہ ابن رشد قاضی عیاض السبیتی

ابن فرس، محدث ابن ابی جمرہ، ابوبکر بن ابی العیش، ابن الحجاج حبیبی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔
 امام صاحب شاگردوں کی نظر میں اکتب رجال امام موصوف کے بارے میں ایک حکایت ذکر کرتی ہیں جس سے یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سے استفادہ کرنے والوں کے دل میں آپ کی جلالت علمی اور عالی مرتبت کا کیا نقشہ تھا۔ ابن القاضی اور المقرئ نے ذکر کیا ہے۔

بعض اندلسی طلباء المہدیہ میں امام صاحب کے درس میں آئے تاکہ آپ کی تلمذ کا شرف حاصل کر سکیں۔ امام موصوف ایک دن مجلس میں تشریف فرما ہیں کہ اتفاق سے سورج کی ایک شعاع روشن دان سے گذر کر شیخ کے پاؤں پر پڑ رہی تھی۔ تو امام صاحب نے فرمایا ”هَذَا اشعاع منعكس“ ایک طالب علم کو یہ بات پسند آئی اور اس نے فی البہدیہ یہ اشعار کہے۔

هَذَا اشعاع منعكس لعلی لا تلتبس

لها راء عنصراً من كل علم ينبخس

اقبم ساعداً من نور علم يقتبس

”یہ شعاع منعکس ہے جس کی وجہ بلاشبہ یہی ہے کہ اس نے تجھے علم کا مخزن اور خود کو اس سے کورا پایا۔ اس لئے وہ تیرے پاس ناقص بھیلے نور علم کا طالب بن کر آیا ہے۔“

اندلس کے ادباء اور امام صاحب علامہ صفدی نے حکایت کی ہے کہ اندلس کے بعض اویسوں نے امام المازنیؒ کو المہدیہ خط لکھا جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر جواب چاہا۔

ربما عالج القوا فی رمال تلتوی تاسرة لهم وتلین

طاو عتمهم عین وعین وعین وعصتم نون و نون و نون

قابن لنا ما طاو عهم وما عصاهم

بالآخر ادباء نے قوافی کا علاج ڈھونڈ ہی لیا جو کبھی تو ان کے لئے پیچیدگی کا باعث بنتے تھے اور کبھی آسان ہو جاتے۔

(لفظ) عین عین اور عین نے ان کی اطاعت کی جب کہ نون، نون اور نون نے ان کی خلاف ورزی کی۔

پس آپ ہمارے لئے ان کلمات کی نشان دہی کریں جنہوں نے ان کی اطاعت کی اور جنہوں نے ان کی خلاف ورزی کی۔

۱۔ کتاب درة البحال فی سرة اسرار الرجال لاحمد ابن القاضی ج ۵ ص ۱۳۵ مطبوعہ رباط

۲۔ ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض لالی العباس احمد المقرئ مؤلف لفتح الطیب

۳۔ ملاحظہ ہو زیر لفظ عنصراً کشنری آف ماڈرن ریٹن عریک۔ ہائز ویئر۔ مطبوعہ بیروت

امام صاحب کی جانب سے اس سوال کا جواب یہ تھا۔

طاوعصم العجمۃ، والعقّ والعجز

وعصاهم اللسان، والجنان والبیان

لفظ "العجمۃ" (گوگاپن) "العقّ" (لاجواب ہونا) اور "العجز" (عاجز ہونا) نے ان کی اطاعت کی۔ اور "اللسان" (زبان) "الجنان" (احساس قلب) اور "البیان" (بیان) نے خلاف ورزی کی۔ آپ کا یہ جواب پا کر اندلس کے ادبار پر آپ کی علمی عظمت کے قائل ہو گئے۔

امام المازری کی شہرت علمی پورے افریقہ اور مغرب کے سارے علاقوں میں پھیل گئی۔ شمال میں اندلس تک اور مشرق میں دور دراز عربی ممالک تک آپ کی شہرت پھیل گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو علمی حلقوں کی طرف سے "امام" کا لقب دیا گیا۔ یہ لقب آپ کے نام کے ساتھ ایسے پیوست ہوا کہ نہ اسے آپ کے نام سے جدا کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے بغیر آپ کو پہچانا جاسکتا ہے۔

امام صاحب کا خواب | آپ کے لقب "الامام" کے بارے میں ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ چنانچہ ابن فرحون لکھتے ہیں: "و یحکی عند (ای المازری) انه رأى فی ذلك رؤیا۔ رای رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال له: یا رسول الله احق ما یدعوننی براہم یدعوننی بالامام؟ فقال له وسیع الله صدرک لافتنائک۔ امام المازری کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس (لقب امام کے) بارے میں خواب دیکھا۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنی رائے میں مجھے امام کے نام سے پکارتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سینے کو فتاویٰ کے لئے کشادہ فرمائے۔ یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ امام موصوف اپنے ہم عصروں میں اپنی وسعت علمی اور فتاویٰ میں رسوخ کی وجہ سے کس قدر شہرت رکھتے تھے۔

فتاویٰ میں امام صاحب کا احتیاط | موخین اور روایت اخبار میں اس بات پر متفق ہیں کہ امام المازری افریقی شیوخ میں سے آخری محقق عالم تھے اور بلاشبہ اجتہاد کے درجے تک پہنچ چکے تھے۔ علماء اعلام کے شیاان شان تواضع کے مالک تھے۔ آپ کی زندگی اصحاب مذاہب سے ملتی جلتی ہے فتاویٰ صادر کرتے وقت آپ بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے کبھی اپنے ذاتی وقار کا خیال نہیں رکھا اور ایسے تمام فتوے سے آپ اجتناب کرتے رہے جن کے صدور سے فتنوں کے پیدا ہونے کا ذرہ بھی اندیشہ ہو۔ ہو سکتا تھا انہوں نے اپنی مشہور کتاب "المعیار"

میں آپ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس سلسلے میں کتنے محتاط تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-
وقد قال الامام المازري رحمه الله - بعد ان شهد له اهل زمانه بوصوله الى درجة الاجتهاد

وما قارب رتبته : وما افقت قط بغير المشهور ولا افقت به وذلك درعاً منه
اور المازری نے فرمایا۔ جب کہ دنیا آپ کے اجتہاد تک پہنچ جائے اور رتبہ علیا پر فائز ہونے کی شہادت
دے چکی تھی۔ اور میں نے کبھی بھی غیر مشہور مسائل کے بارے میں فتویٰ نہیں دیا۔ اور نہ آئندہ دوں گا۔ یہ آپ تقویٰ تھا۔
آپ نے فساد اور فتنوں کا سدباب کرنے اور جہلا کے امور دین میں فتویٰ صادر کرنے کی دیدہ دلیری کو روکنے
کی غرض سے غیر مشہور مسائل کے بارے میں اپنے آپ پر یہ پابندی لگا دی تھی۔ انونشر ایسی معیار سی میں مزید آپ کا
قول یوں نقل کرتے ہیں۔

”لست اعمل الناس على غير المشهور من قول العلماء لان الورع قبل كل شيء. والتعظيم على
الديانات كذلك وكثرت الشهوات وكثر من يدعى العلم والتجاسر على الفتوى ولو فتم
سهولاً باب في مخالفة المشهور من المذهب لا تسع الخرق على الواقع وهتكوا حجاب هيبة
الدين وهذا من المعصيات التي لا خفاء فيها“

اور میں لوگوں کو علماء کے اقوال میں سے غیر مشہور (مختلف فیہ) مسائل پر بحث کرنے کی ترغیب نہیں دیتا کیونکہ
تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بلکہ معدوم ہو رہا ہے۔ اور یہی حال دینی مسائل کے تحفظ کا ہے۔ خواہشات کی کثرت ہو گئی ہے۔
مدعیان علم اور فتویٰ کی جرات کرنے والوں کی بہتات ہے۔ اگر ان لوگوں کے لئے مذہب کے مشہور اور متفق علیہ مسائل
کی مخالفت کا دروازہ کھول دیا جائے۔ تو یہ ایک ایسا نقصان ہو گا جس کی تلافی ممکن نہیں۔ یہ لوگ تو دین کی ہیبت
اور رعب و جلال کے حجاب کو تار تار کر دیں گے۔ اور یہ ایسے مفاسد ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں۔

امام صاحب کے بارے میں علماء کی رائے | قاضی ابوالفضل عیاض آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

هو امام بلاد افريقية وما وراءها من المغرب وآخرو المشتغلين من شيوخ افريقية بتحقيق
الفقه ومن بلغ فيه رتبة الاجتهاد ودقة النظر لم يكن في عصره للمالكية في اقطار
الارض افقه منه ولا اقوى لمذهبههم. وسمع الحديث وطالع معانيه. واطلع على علوم
كثيرة من الطب والحساب والآداب وغير ذلك فكان احد رجال الكمال في العلم في وقته
وكان حسن الخلق مليح المجلس انيسه كثير الحكاية وانشاد قطع الشعر. وكان قلمه في العلم
ابلق من لسانه. كتب الى من المهديته يجيز في كتابه المسمى بالمعلم في شرح مسلم
وغیره من تواليقه۔

وہ المغرب اور بلاد افریقیہ کے امام ہیں۔ افریقہ کے مشائخ علماء میں سے آخری عالم ہیں جو فقہ کی تحقیق میں مشغول رہے اور اس میں رتبہ اجتہاد کو پہنچے۔ اس زمانے میں مالکی مذہب ماننے والوں کے لئے پورے عالم میں آپ نے حدیث کو سنا اور اس کے معانی کو سمجھا۔ اور طب، ریاضی، ادب اور دوسرے بہت سے علوم کو حاصل کیا جتنی کہ اپنے دور میں علم کے لحاظ سے درجہ کمال کو پہنچے۔ شائستہ خوتھے اور مجلس کو خوشگوار بنانے والے تھے۔ حکایات اور شعری قطعات کثرت سے بیان کرتے تھے۔ علم میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ المہدیہ سے مجھے اپنی کتاب "المعلم فی شرح مسلم" اور دوسری تالیفات کی تحریری اجازت بھیجی۔

ابن فرحون "قاضی عیاض کے قول کا اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

كان احد رجال الكمال في دقته في العلم، واليه كان يفرع في الفتوى، وكان رحمه الله تعالى حسن الفلق مليح المجلس، انيسه كثير الحكايات والاشاد قطع الشعر، وكان قلمه في العلم ابلغ من لسانه لم يكن في عصره للملكية في اقطار الارض فقه منه ولا اقوم لمذهبهم^۱

آپ اس زمانے کی علمی دنیا میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے اشخاص میں سے ایک تھے۔ اور فتویٰ میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ خوش خلق اور مجلس آرا، تھے۔ حکایات اور شعری قطعات بکثرت بیان کیا کرتے تھے اور علمی مسائل میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ مالکیوں کے لئے اس زمانے میں آپ سے زیادہ فقیہ اور مذہب میں کوئی نہیں تھا۔

قاضی القضاة ابن خلكان نے لکھا۔

هو احد الاعلام المشاهير اليهم في حفظ الحديث والكلام عليه
وكان فاضلا متفنا^۲

اور آپ (امام المازری) حفظ حدیث اور اس پر کلام کرنے میں مذکورہ بالا علماء اعلام میں سے ایک تھے۔ اور

آپ جامع عالم تھے۔

ابو العباس مقرئ نے کہا۔

الامام المجتهد ابو عبد الله المازري، عمدة النظائر، ومحو الامصار، المشهور في الآفاق

والاقطار، حبي عد في المذهب اصاما اذ ملك من مسائله ذمها الخ^۳

۱۔ بلاد المغرب افریقہ کے شمال میں اور مصر کے غرب میں واقع ملک یسبایٹینوس، الجزائر اور مراکش وغیرہ کو کہا جاتا ہے (المعجم الوسيط)

۲۔ الديباج المذهب ص ۲۸۰ ۳۔ وفيات الاعيان ج ۱ ص ۴۸۶ ۴۔ از مار الرامض فی اخبار القاضی عیاض (ابن العباس

احمد المقرئ کی اس کتاب کا قلمی نسخہ عبدالوہاب پاشا کے مکتبے میں موجود ہے) بحوالہ نواد الاسلام قاہرہ مارچ ۱۹۴۹ء۔